عصرِ حاضر میں سیرتِ نبوی ﷺ کی رہنمائی

مولانا اشتیاق احمد قاسمی
دار العلوم حیدر آباد، ہند

آج کا دَور ترقی یافتہ کہلاتا ہے، ہر گوشۂ زندگی میں نت نئی ایجادات ہو رہی ہیں، جدید اکتشافات کے سامنے عقل وخرد محوِ حیرت ہے، آج کی دنیا کی دُوری ختم ہو چکی ہے، ذرائع ابلاغ اور وسائل نقل وحمل نے ترقی کر کے سالوں اور مہینوں کے کام دنوں گھنٹوں اور منٹوں میں ممکن کر دیئے ہیں، پہلے کے بالمقابل آج مال ودولت کی بھی کمی نہیں رہی، حقیقت میں آج زمین سونا اگل رہی ہے، سمندروں نے اپنی تہوں سے ہیرے، موتی اور جواہر پارے ''سواحلِ انسانی'' پر لاکر رکھ دیئے ہیں۔ سارے اسباب ووسائل کے باوجود آج لوگوں کو سکون وطمانیت حاصل نہیں، ایک دائمی بے اطمینانی ہے، جو سب پر مسلط ہے، ہر طرف ظلم وستم کی گرم بازاری ہے، آئے دن فسادات اور قتل وغارت گری ہو رہی ہے، نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، فتنوں کا نہ تھمنے والا سیلاب امڈتا چلا آرہا ہے، جس طرف دیکھئے اختلاف ہی اختلاف ہے، بین الاقوامی اختلاف، فرقہ واری اختلاف، سیاسی پارٹیوں کا اختلاف، خاندان کا اختلاف، گھر اور افراد کا اختلاف اور نہ جانے کون کون سے اختلافات ہر سو رونما ہو رہے ہیں۔ ہر آدمی ایک دوسرے سے مختلف ومنحرف نظر آرہا ہے۔ خود غرضی عام ہو رہی ہے، اخلاق وپاک دامنی کا فقدان ہے، شرافت وامانت ناپید ہو رہی ہے، امن وآشتی اور سکون وعافیت مفقود ہوتی چلی جارہی ہے۔ کون سی ایسی برائی ہے جس کا تصور کیا جائے اور وہ معاشرے میں موجود نہیں۔ زنا اور شراب نوشی عام ہے۔ سود اور سودی کاروبار ہر گھر میں پہنچ چکا ہے، جوا اور سٹہ بازی کی نئی نئی شکلیں اختیار کی جارہی ہیں، دختر کشی بلکہ نسل کشی ایک فیشن بن گئی ہے۔ آج کے اِس دَور کو کون سا دور کہیں گے؟ فتنوں کا دور! گناہوں کا دور، بے حیائی اور بے لگائی کا دور! خود سری اور خود غرضی کا دور! شیطانی دَور! یاجوجی یا ماجوجی دور! سمجھ میں آتا کہ عصرِ حاضر کو کیا نام دیا جائے؟ دَورِ حاضر دَورِ جاہلیت کی طرف تیزی سے رَواں دَواں ہے، بلکہ بعض لحاظ سے اس سے بھی آگے جاچکا ہے۔ ان جملہ خرابیوں کو دُور کرنے اور ان پر قابو یافتہ ہونے کی سارے عالم میں کوششیں کی جارہی ہیں، لیکن کوئی کوشش کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی۔ نئی نئی تجاویز روبہ عمل آکر فیل ہو رہی ہیں، تعمیر کے

بجائے تخریب کا باعث بن رہی ہیں، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، ہونا بھی یہی چاہیے، اس لئے کہ ان جملہ خرافات، بے اطمینانی اور بے چینی پر قابو پانے کے لئے محض انسانی تدبیریں اختیار کی جا رہی ہیں۔ اور انسانی تدبیریں پورے طور پر کامیاب ہی کب ہوتی ہیں؟

آج ضرورت ہے ان تدبیروں کی اور نسخۂ کیمیا کی جو نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے استعمال کیا تھا۔ یہ خالق کائنات کا عطا کردہ نسخہ تھا، جس نے گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں پھنسی ہوئی انسانیت کو روشن شاہراہ پر لا کھڑا کر دیا۔ جس نے بدترین خلائق کو بہترین خلائق بنا دیا اور جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا۔

عصر حاضر کے مذہبی اختلافات میں سیرتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رہنمائی:

عالمی پیمانے پر اتحاد و اتفاق قائم کرنے کی ضرورت آج سب سے زیادہ محسوس کی جا رہی ہے۔ آج کوئی ایسا اقتدار نہیں جس کو سب لوگ تسلیم کریں، جس کی سب اطاعت کریں، کسی متفقہ اقتدار کا نہ ہونا، آج کی سب سے بڑی کمی ہے، ایک قوم دوسری قوم کو دیکھنا نہیں چاہتی، مختلف قسم کے معاہدے ہوتے ہیں اور ٹوٹ جاتے ہیں، ان کے حل کے لئے اگر یہ سوچا جائے کہ کسی ایک انسان کی حاکمیت پر سارے لوگ متفق ہو جائیں، ہر ایک اس کی اتباع کریں تو ایسا فطری طور پر ناممکن ہے، اسلئے کہ آج ہر قوم دوسری قوم کی مخالف ہے، تو جس انسان کا بھی انتخاب ہوگا وہ کسی ایک قوم کا فرد ہوگا، اس ایک پر اگر اتفاق سے اپنی قوم متفق ہو گئی تو دوسری اقوام کو متفق کرنا آسان نہیں، پھر یہ انسان نفسانی اغراض اور ذاتی خواہشات سے پاک نہیں ہوتا اگر کسی پر اتفاق کر لینے کی پوری دنیا کوشش بھی کرے تو وہ آدمی کا ''فرعون'' اور دورِ حاضر کا ''بش'' ثابت ہوگا، وہ سارے فوائد اپنے لئے، اپنے خاندان، اپنے فرقے اور اپنی قوم کے لئے سمیٹ لے گا، دوسرے لوگ محرم اور منہ تکتے رہ جائیں گے۔ اس طرح انصاف کی جگہ ظلم اور مساوات کی جگہ بے اعتدالیوں کی حکومت ہوگی۔ کسی آدمی کا علم اتنا وسیع نہیں ہو سکتا کہ ہر انسان کی ضروریات معلوم کر سکے۔ اصلاح و فلاح کی صورتوں سے واقف ہو، ہر ایک کی فطرت کو جانتا ہو، اس لئے وسیع ترین علم نہ ہونے کی وجہ سے وہ جگہ جگہ ٹھوکریں کھائے گا، اور پوری انسانی آبادی کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کر دے گا، اس لئے کسی انسان پر پوری نوع انسانیت کا متفق ہونا ناممکن اور لا حاصل ہے۔

اس اختلاف کے ختم کرنے کی ایک دوسری شکل بھی ممکن نہیں کہ ساری انسانیت مل کر کسی ایک ادارہ کی حاکمیت کو تسلیم کر لے، اس کے ہر حکم کو من عن مان لے، کوئی ادارہ سارے انسانوں کو اپنی اطاعت پر مجبور نہیں کر سکتا، اور نہ ہی ایسا متفقہ قانون بنا سکتا ہے جس میں ہر ایک کی فطری ضرورتوں کا پورا لحاظ اور قانون ایسا عزیز بلکہ ہر دل عزیز ہو کہ سارے لوگ اس کو جان و دل سے ماننے لگیں۔ بالآخر یہ اختلاف و انتشار ختم نہیں ہوگا بلکہ لازمی طور پر اس ادارے میں جس قوم کی نمائندگی زیادہ ہوگی ادارہ اس کے لئے بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا۔ وہ اس کی آڑ میں اپنے الو سیدھا

رنے میں مشغول ومصروف رہیں گے۔ دنیا میں جتنے ادارے عالمی پیمانے پر قائم ہوئے ان سب کا حال یہی ہوا، آج کی واضح مثال عالمی تنظیم ''اقوام متحدہ'' ہے۔

لہٰذا آج اختلاف حل کرنے کے لئے وہی کرنا ناگزیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا، آپ نے اختلاف وانتشار سے تباہ دنیا کو متحد کر کے عملی مثال پیش کردی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا کو بتادیا کہ اے انسانو! کسی انسان یا کسی ادارے کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کے بجائے ایک ایسی ذات کی حاکمیت کو تسلیم کرلو جس نے سارے انسانوں اور اداروں کو جنم دیا ہے۔ جو خالق ارض وسماوات اور ''خالق الحب والنوی'' ہے۔ اسی نے سارے انسانوں کو پیدا کیا وہی ان کا پالنہار ہے، وہی سب کی زندگی اور موت کا مالک ہے۔ وہ ہر ایک کی فطری ضرورتوں سے واقف ہے، ہر ایک کو رزق وہی پہنچاتا ہے، اسی کی دنیا اسی کا عقبی ہے، وہی نظام عالم کا نگراں اور مدبر و منتظم ہے۔ "الا له الخلق والامر تبارك الله رب العالمين". (الاعراف)۔ وہی کائنات کا حقیقی فرماں روا ہے، اسی کی حاکمیت کو تسلیم کرنے میں بھلائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ''دعوتِ توحید'' کو جوق در جوق افرادِ انسانی نے قبول کیا، مذہبی اختلافات کے ختم کرنے کا یہ سب سے بڑا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت کے موجودہ اہل کتاب، یہود ونصاریٰ کو توحید پر متحد ہوجانے کی دعوت دی اور بحکم خدا ارشاد فرمایا:

﴿یاأهل الکتاب تعالوا إلی کلمة سواء بیننا وبینکم أن لانعبد الا الله ولا نشرك به شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً أرباباً من دون الله﴾ (آل عمران: ٦٤)

> یعنی اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلم اور) برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے''۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انسانیت کے درمیان مذہبی اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش فرمائی، آج سیرتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انسانیت کو یہ رہنمائی مل رہی ہے کہ اے بنی آدم! دہریت اور خدا کے انکار کو چھوڑ کر وحده لاشريك له پر ایمان لے آؤ، سارے انسان مل کر بس اسی کی رسی کو تھام لو، اسی میں امن وسکون اور طمانیتِ قلبی ہے، اس کے علاوہ کسی غیر کو تسلیم کر کے قلوب کو راحت نصیب نہیں ہوسکی۔

﴿واعتصموا بحبل الله جمیعاً ولا تفرقوا﴾ (آل عمران: ۱۰۳) ''اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو باہم متفق ہوکر پکڑے رہو اور آپس میں اختلاف نہ کرو''۔

توحید کی رسی ہی ایک ایسی رسی ہے جس نے عرب کی آپس میں دشمنی اور رسہ کشی کو ختم کر کے سب کے دلوں کو

جوڑ دیا، اور سارے لوگ بھائی بھائی ہوگئے، ورنہ سب کے سب جہنم رسید ہونے والے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿واذکروا نعمة الله علیکم إذ کنتم اعداءً فألف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخواناً وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذ کم منها﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

> ''اور تم پر جو اللہ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی، چنانچہ تم لوگ اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی ہوگئے، حالانکہ تم لوگ جہنم کے گڑھے کے کنارے پر تھے کہ اللہ نے تمہاری جان بچالی''۔

''رحمۃ للعالمین'' نے بتایا کہ اس اللہ نے ایک قانونی کتاب نازل فرمائی ہے، جس قانون میں ہر ایک کی مصلحت کی رعایت ہے، اس کتاب پر عمل کرنے میں مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد دونوں زندگیوں میں سکون و راحت ہے، چنانچہ اطراف عالم سے جوق در جوق انسانوں کی بھیڑ نے اس قانون کو تسلیم کیا، جب وہ قانون روبہ عمل لایا گیا تو دنیا کو اضطراب سے راحت ملی، بے کل مریضوں کو جس نسخہ سے صدفی صد فائدہ ہوسکتا تھا وہ نسخہ مل گیا، اس قانون میں گذشتہ نازل کردہ قوانین کی رعایت رکھی گئی تھی، جس طرح ڈاکٹر کے بنائے ہوئے بعد کے نسخے میں گذشتہ نسخوں کی دواؤں کا لحاظ رکھا جاتا ہے، بعد کے نسخوں سے گذشتہ نسخہ منسوخ ہوجاتا ہے، اسی طرح یہ آخری نسخہ قانون ہے اور جس طرح ہر کتاب کے ساتھ ایک سمجھانے اور تشریح کرنے والا بھیجا جاتا رہا ہے، میں بھی اس آخری کتاب کی تشریح کے لئے بھیجا گیا ہوں، اس کتاب اور میری تفسیر میں دنیا کے لئے راحت ہے، اسی کے ذریعہ دنیا میں امن وامان قائم ہوسکتا ہے، چنانچہ لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت قبول کی، جس سے دنیا نے سکون کا سانس لیا۔ مذہبی اختلافات بڑی حد تک ختم ہوئے، دنیا نے اس قانون کو نافذ کرکے آزمایا، آج بھی اسی دعوت کو عام کرنے کی ضرورت ہے، آج کی دنیا پیاسی ہے، دعوتِ توحید کی، دعوت رسالت اور دعوت ایمان کی! کیا ہے کوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طرزِ دعوت کو اپنانے والا؟ تاکہ بھٹکی ہوئی انسانیت راہ راست پر آجائے اور پھر سے انسانوں میں ایک باپ کے بیٹے اور ایک خدا کے پجاری ہونے کی سمجھ پیدا ہو؟

قومی ونسلی اختلافات میں سیرتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رہنمائی:

پہلے کی طرح آج بھی لوگ قومی تفاخر اور نسلی اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں، کالے گوروں کا اختلاف علاقے، علاقے کا اختلاف، ملکی اور غیر ملکی امتیاز، ان تمام اختلافات وامتیازات کی وجہ سے جو پریشانی پہلے تھی اس سے کہیں زیادہ آج ہے، پہلے تو دنیا کی قومیں الگ تھیں، لیکن آج دوری نزدیکی میں بدل گئی، پوری دنیا ایک خاندان اور گھر کی

طرح ہوگئی ہے۔ اس لئے آج بھی ان امتیازات کو ہٹا کر ہی سکون کا سانس لیا جاسکتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح تفاخر وامتیاز سے پیدا ہونے والے نقصانات سے خوب واقف تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جڑ سے ختم کرنے کا اعلان فرمایا دیا اور انسانوں کو سبق دیا کہ دیکھو تم سب ایک خالق کی مخلوق ہو، ایک اللہ کے پجاری ہو، اس لئے اختلافات وامتیازات کو ختم کرو اور یاد کرو کہ تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو اور تمہارے باپ مٹی سے پیدا کئے گئے، مٹی میں تواضع، انکساری اور فروتنی ہوتی ہے تم سب بھائی بھائی بن کر رہو، کالے گوروں میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں، عربی اور غیر عربی ہونا ہی کوئی امتیاز وتفوق کی بات نہیں، ہاں تفوق اور برتری تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہوسکتی ہے۔ (حجۃ الوداع کا خطبہ) تم میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار، متقی اور محتاط ہے (سورہ حجرات:۱۳)

غور کیجئے کہ جس ماحول میں اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی وہ چھوٹی سی تعداد میں ہونے کے باوجود درجنوں قبیلوں میں منقسم تھا، پھر ہر قبیلے کے مختلف ٹکڑے تھے اور ہر ایک کے مختلف خاندان اور کنبے تھے، ہر ایک اپنا ایک امتیاز رکھتا تھا، سب آپس میں دست وگریباں تھے، ان کے اندر سے امتیاز وتفاخر اور تفوق برتنے کے سارے جرائم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ختم کردیا، وہ سب کے سب بھائی بھائی ہوگئے، جہاں گئے وہاں اسی تعلیم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام کیا، اس طرح ایک عالم گیر برادری اور ہمہ گیر اخوت وجود میں آگئی، ہر فرد ایک دوسرے سے اس طرح جڑا محسوس کرتا تھا جس طرح جسم کے اعضا ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں، آج بھی اسی تعلیم کو عام کرنے سے یہ نتائج برآمد ہوسکتے ہیں، انسانیت کا اختلاف اور تصادم یقینی طور پر ختم ہوسکتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مکی اور مدنی زندگی سے عصر حاضر میں رہنمائی:

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت عالم گیر ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوری دنیا کے لئے چراغِ راہ بن کر تشریف لائے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت وسنت کو سامنے رکھ کر دنیا راہ یاب ہوسکتی ہے، ہر طرح کے مسائل کا حل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی اتباع میں مضمر ہے، جملہ خرافات ومصائب سے نجات کا ''نسخۂ کیمیا'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی مل سکتا ہے، اگر کوئی شخص غیر مسلم اکثریت والے ملک میں رہ رہا ہے تو اس کو دعوت وتبلیغ کے لئے کیا طریقہ اپنانا چاہیے؟ عائلی قوانین اور پرسنل لاء پر وہ کس طرح عمل کرے؟ اپنے نزاعی معاملے کس طرح حل کرے؟ غیر مسلموں کے ساتھ کیسا سلوک کرے وغیرہ؟

ان سارے سوالوں کا جواب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں ملے گا، اسی میں یہ درس بھی موجود ہے کہ آج کوئی شخص ایسی جگہ رہ رہا ہے جہاں سارے جتن کے بعد بھی اسلام کے احکام پر عمل نہیں کرسکتا تو وہ وطن کے

مقابلے میں دین کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے وطن اور گھر بار سب کو خیر باد کہہ دے اور اپنی سکت اور کوشش کے مطابق دنیا کی ایسی جگہ کو وطن بنائے جہاں اسلام پر عمل کرنے کی پوری اجازت ہو، احکام اسلام کے نفاذ میں کوئی شئے مانع نہ ہو، آج ہجرت پر عمل کرنا پیچیدہ ضرور ہے، لیکن ناممکن نہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جب کفار نے صرف ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کی وجہ سے اپنے محبوب وطن مکہ مکرمہ میں ستانا شروع کیا اور ناقابلِ برداشت اذیتیں پہنچائیں، جان کے درپے ہوگئے، تو ایسی صورت میں دین کی حفاظت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی، اس کے بعد مدینہ کی، اخیر میں اپنے رفیقِ غار صدیق وغمگسار کے ساتھ بہ نفس نفیس ہجرت کی، دین اور ایمان کی حفاظت کے لئے مال و دولت، عزیز و اقارت اور گھر بار ہر ایک کو قربان کردیا، آج بھی دنیا کے کسی کون میں مسلمانوں کی یہ حالت ہوجائے تو اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسوۂ عمل کے لئے موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ جانے کے بعد وہاں بسنے والے قبائل اوس اور خزرج اور یہود و نصاریٰ سے معاہدات کئے، آپسی تعاون وتناصر اور رواداری کے دستاویزات مرتب کئے، پھر اپنی تحریک دعوت وتبلیغ کو تیز تر کیا، آہستہ آہستہ لوگ اسلام میں داخل ہوتے گئے، پھر کیا تھا کہ چند برسوں میں سارا عرب کلمہ "لا إلہ إلا اللہ محمد رسول اللہ" کا قائل ہوگیا۔ ہر جگہ امن وامان پھیل گیا، وہ جنگجو قومیں جن کا کام ہی قتل وغارت گری تھا، جنگ سے کبھی تنگ نہ آئی تھیں، آپسی چپقلش کا نہ ٹوٹنے والا سلسلہ رکھتی تھیں، سب شیر وشکر کی طرح مل گئیں، سب ایک دوسرے کے دوست ہوگئے۔

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

رسولِ مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی سے آج بھی یہ سبق ملتا ہے غیر مسلموں سے معاہدات کرنا درست اور جائز ہے، دعوت وتبلیغ کے لئے سب سے پہلے ماحول سازگار کرنا ضروری ہے۔ اسی کے ساتھ احکام الٰہی کے نفاذ کی کوشش میں لگے رہنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، اسی طرح مخالف ماحول موافق ہوسکتا ہے، آج کا دور اشاعتِ اسلام کے لئے نہایت موزوں دور ہے، عام لوگوں میں معقولیت پسندی پہلے کی بہ نسبت زیادہ ہے، اگر آج اسلام کا صحیح تعارف کرایا جائے، اس کے لئے سارے جائز وسائل استعمال کئے جائیں تو پھر

یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

آج دنیا بے راہ روی، ظلم وستم، بے کیفی اور بے اطمینانی سے عاجز آچکی ہے۔ اس کو تلاش ہے کسی صحیح منزل کی، امن وآشتی کی، اطمینان اور سکون کی، اسلام میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ صرف ضرورت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشن کے اپنانے کی۔ رسولِ مکی ومدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت کی اتباع کی۔

مکمل احکامِ اسلام کا نفاذ عہدِ حاضر کی ناگزیر ضرورت:

روز بروز فسادات ہو رہے ہیں، قتل ایک آسان کام، غارت گری اور لوٹ گھسوٹ دولت کمانے کا ذریعہ ہو گیا ہے، زنا اور شراب نوشی عام ہے، ایک دوسرے پر تہمت لگانا کوئی اہم بات نہیں، رشوت اور سود خوری دنیا کی ضرورت میں داخل ہو گئی ہے، آئے دن اغوا کے واقعات پیش آ رہے ہیں۔ اس طرح کے اور بھی سرکشیاں پھیلی ہوئی ہیں، ان سب کا علاج اسلامی احکام کا نفاذ ہے۔ ضرورت ہے کہ آج قتل کرنے والے پر قصاص اور دیت کے احکام جاری ہوں تب ہی قتل کے ان گنت واردات پر قابو یافتہ ہوا جا سکتا ہے۔ آج اگر حد قذف نافذ ہو تب ہی تہمت لگانے والوں کی زبان پر تالا لگ سکتا ہے، غرض یہ ہے کہ دنیا میں امن وامان اور سکون واطمینان کا ماحول پیدا کرنے کے لئے روئے زمین پر حدود وقصاص اور تعزیراتِ اسلامی کا نافذ ہونا ضروری ہے، آج عملاً دنیا اسی کا انتظار کر رہی ہے، اگر قاتل کو یہ معلوم ہو کہ ہمیں قتل کرنے کے جرم میں قتل کر دیا جائے گا تو یقیناً قتل سے پہلے وہ سوچنے پر مجبور ہوں گے، ہاتھ کانپنے لگیں گے، دل لرزنے لگے گا، اور قاتل اپنی جان بچانے کے لئے ایسے قتل کی ہمت نہیں کرے گا، اس طرح اس آدمی کی بھی زندگی بچ جائے گی جس کے قتل کا ارادہ قاتل نے کیا تھا اور روئے زمین پر انسان اور انسانیت کی قدر بڑھ جائے گی، زندگی کی قیمت میں اضافہ ہوگا، اسی لئے قرآن نے کہا ہے:

﴿ولكم في القصاص حياة ياأولي الألباب لعلكم تتقون﴾ (سورة البقرة: ١٧٩) یعنی اے اہل خرد! قصاص (کے احکام کے نفاذ) میں تمہارے لئے زندگی ہے، تاکہ تم لوگ تقویٰ اختیار کرو اور پرہیز کرنے لگو۔

اگر چور کو معلوم ہو کہ چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے گا تو چوری کرتے وقت اس کے ہاتھ کانپ جائیں گے اور وہ چوری سے باز آ جائے گا، اس طرح چوری سے روئے زمین پاک ہوگی، لوگوں کو جان کے ساتھ ان کے مال کی حفاظت کا ایک ماحول بن جائے گا۔ زانی کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ زنا کی سزا میں سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ (سورۂ نور: ٢) یا پتھروں سے چور چور کر دیا جائے گا (بخاری: ١/٢٧٦) تو ہرگز زنا کا ارتکاب نہیں کرے گا، اس طرح روئے زمین پر عفت و پاک دامنی کا دور دورہ ہوگا، غرض یہ کہ آج کی دنیا کو سکون انہیں قوانین کے نفاذ کے بعد مل سکتا ہے، جن قوانین کو نافذ کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روئے زمین پر امن وامان پھیلایا تھا اور پریشان ماحول کو سکون فراہم کیا تھا، دوسرے قوانین میں وہ جامعیت اور گرفت نہیں ہو سکتی جو اللہ کے قوانین میں ہے، قوانین تیار کرنے کے لئے عقولِ انسانی کافی نہیں ہیں۔ وہ آج کوئی قانون بناتے ہیں کل ہو کر اس کی غلطی واضح ہو جاتی ہے، ردوبدل کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ چلتا رہتا ہے اور چلتا رہے گا، تبھی تو اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر امن وامان اور سکون وعافیت پھیلانے والے قوانین خود وضع کئے، کسی انسان حتی کہ کسی نبی کے بھی سپرد نہیں کیا۔

حقوق کے معاملہ میں عام طور سے بے اعتدالی ہوسکتی تھی، بلکہ ہوئی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق، میراث کے ورثا کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق وغیرہ کو خود سے بیان فرمادیا تاکہ بالاتفاق نوع انسانی ان قوانین کو تسلیم کرلے اور روئے زمین پر حق تلفیوں کا سلسلہ ختم ہوجائے، اللہ کے ان قوانین کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نافذ فرمایا اور دنیا نے صدیوں تجربہ کیا اور آج بھی کررہی ہے کہ حقیقت میں نظام عالم پر کنٹرول اللہ کے قوانین کے نفاذ سے ہی ممکن ہے، ان کے بغیر یہ دنیا راحت وسکون کا مسکن نہیں بن سکتی، امن وآتشی کا ضامن صرف اور صرف اسلام ہے، حقیقت میں آج پوری انسانیت اپنی زبانِ حال سے اسی دور کو پکار رہی ہے، جس دور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کے سارے قوانین کو روبہ عمل لاکر ایک معطر ومعتبر ماحول تیار کیا تھا اور انسانیت کو اس کی صحیح منزل پر پہنچایا تھا۔

عصر حاضر میں اخلاقِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم عام کرنے کی ضرورت:

موجودہ دور کا سب سے بڑا المیہ اخلاقیات کا فقدان ہے، جھوٹ، چوری، وعدہ خلافی، بغض، کینہ، فخر، غرور، ریا، غداری، بدگوئی، فحش گوئی، بدگمانی، حرص، حسد، چغلی غرض یہ کہ ساری اخلاقی برائیاں، عام انسانوں اور مسلمانوں میں ہی نہیں، بلکہ خواص میں بھی اخلاقیات کا انحطاط آگیا ہے۔اس انحطاط وتنزل کا صرف اور صرف ایک ہی علاج ہے کہ ہر بری خصلت کی برائی معقول انداز میں بیان کی جائے۔

اس سلسلے میں قرآن وحدیث کے نصوح واضح کئے جائیں، تاکہ معقولیت پسند طبقہ شریعت سے قریب ہو، اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کو بھی بیان کیا جائے اور ان کے اختیار کرنے کی تلقین کی جائے، ایک دین دار مسلمان کو اپنے اخلاق وکردار میں کیسا ہونا چاہیے؟ درس گاہِ نبوت کے تربیت یافتہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیسے تھے؟ ان کے اندر اخلاص وتقویٰ، شرم وحیا، صبر وشکر کی صفات تھیں، وہ دیانت دار، امانت دار اور سخاوت وشرافت کے خوگر تھے۔ان کے اندر ایثار وقربانی، عفت وپاک دامنی اور تواضع وانکساری کی اعلیٰ صفات پائی جاتی تھیں۔ وہ خوش کلام خوش الحان، خوش دل اور رحم وکرم کے پیکر تھے۔وہ ہمیشہ موت کو یاد رکھتے تھے، ان کے معاملات کی صفائی سے لوگ متاثر تھے، یہ ساری چیزیں آیات واحادیث کی روشنی میں بیان کی جائیں تو بڑا موثر رہے گا، اپنوں کی اصلاح تو ہوگی ہی، غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، سچ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیمات کو اگر عام کیا جائے تو ضرور بالضرورت ایک ایسا صالح معاشرہ وجود میں آئے گا، جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خیر القرون کے معاشرہ کے مماثل ہوگا، جن میں ساری خوبیاں موجود تھیں، یہ خوبیاں آج تاریخ کے صفحات کی زینت بنی ہوئی ہیں جو کبھی زندگی میں موجود تھیں پہلے مسلمانوں کو دیکھ کر ان کے بلند وبالا اخلاق سے متاثر ہوکر لوگ اسلام قبول کرتے تھے، آج اسلام اور

اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے کتب خانوں کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ کاش! رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیمات زندگیوں میں رچ بس جائیں تو بات ہی دوسری ہو جائے۔

عصر حاضر کی جملہ خرابیوں کو دور کرنے میں سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رہنمائی: یہ دور ''پی ایچ ڈی'' اور تخصصات کا دور کہلاتا ہے اگر کسی تحقیق کے طالب علم کو آج کے دور کی ظاہر اور باطنی خرابیوں کے شمار کرنے کا موقع دے دیا جائے بلکہ ایک نہیں متعدد طالب علموں کو اس موضوع پر لگایا جائے تب بھی ساری خرابیاں بیان نہیں ہو سکیں گی، ان ساری خرابیوں کی وجہ اسلام اور تعلیم اسلام کا عام نہ ہونا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اصل بعثت کا مقصد دنیا کو اعتدال پر لانا تھا، اس کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (۱) پوری زندگی دعوت اصلاح وتبلیغ میں صَرف کر ڈالی۔ (۲) تربیت کے ذریعہ ایسے افراد پیدا کئے، جن میں ایمان کامل تھا، آخرت کا استحضار تھا، وہ ذکر الٰہی کا اہتمام کرتے، راتوں میں تہجد گذار اور دنوں میں مجاہد بر سرِ پیکار ہوتے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انہوں نے اپنی زندگی کا مشن بنا لیا تھا۔۳- غیروں کی اصلاح سے پہلے اپنی ذات کی اصلاح کی طرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توجہ دلائی۔۴- اللہ رب العزت کے سارے احکام سے لوگوں کو واقف کرایا۔۵- اللہ کے سارے احکام کو زمین پر نافذ کرنے کی کوششیں اور تدبیریں کیں۔ ۶- ہر ایک کے حقوق کو واضح فرمایا، خصوصاً کمزور طبقات مثلاً عورتوں، بچوں، غلاموں، خادموں اور جانوروں کے حقوق کو متعین فرما کر ان کی ادائیگی کی تلقین فرمائی۔۷- معاشرہ میں پیدا ہونے والی خرابیوں پر گرفت کرنے اور ایک دوسرے کو احکام الٰہی کی تعمیل کی تلقین کا مزاج بنایا۔۸- آیات واحادیث کی تعلیم کے ساتھ ان پر عمل کرنے اور خود احتسابی کی تعلیم دی۔۹- آیات کی تفسیر اور احادیث کے یاد کرنے اور ان کے مذاکرے کا ماحول بنا۔۱۰- اخلاقِ رذیلہ کی خرابیوں کو بیان کر کے ان سے بچنے اور اخلاقِ فاضلہ کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔۱۱- ایسا ماحول بنایا کہ ہر آدمی دعوت اصلاح وتبلیغ کو اپنی ذمہ داری سمجھنے لگا تھا۔ اگر آج بھی مذکورہ بالا نبوی طریقہ کار پر عمل ہو تو معاشرہ کی ساری خرابیاں دور ہو سکتی ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھا جائے اور اس کی تفسیر کو عام کیا جائے، ساتھ ہی احادیث کی تعلیم کا بھی اہتمام ہو، غیروں کے بجائے اپنی خرابیوں پر غور کیا جائے، اور اصلاح کی کوشش کی جائے، نیز تذکیر وموعظت اور تبلیغ ودعوت کا اہتمام کیا جائے تو ضرور معاشرہ درست ہوگا۔ سیرتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیں سب سے بڑی رہنمائی یہی مل رہی ہے کہ جس عرق ریزی سے خیر القرون کا صالح معاشرہ بنا آج بھی وہی ماحول پیدا ہو اور ہمارا مقصد صرف اور صرف رضائے الٰہی اور آخرت کی کامیابی ہو اور بس!

☆......☆......☆